# مطبوعات

چند معاشی مسائل اور اسلام | تالیف۔ جناب سید یعقوب شاہ صاحب سابق آڈیٹر جنرل پاکستان۔
شائع کردہ: ادارہ ثقافت اسلامیہ۔ کلب روڈ، لاہور۔ صفحات ۲۰۰۔ قیمت مجلد ساڑھے چھ روپے غیر مجلد ۵ روپے

ہمارا معاشرہ بلاشبہ متعدد معاشی اور سیاسی مسائل سے دوچار ہے۔ اس کے اسباب خواہ کچھ ہوں مگر زندگی کے ہر شعبے میں ایک زبردست خلجان اور خلفشار نظر آتا ہے۔ اور ہر ذی فہم انسان اس کے اثرات کو پوری شدت کے ساتھ محسوس کرتا ہے۔ زیر تبصرہ کتاب کے فاضل مصنف بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ وہ بھی موجودہ عالمگیر اقتصادی نظام میں سود کی دراندازی کے پیش نظر اس بات کے فکرمند ہیں کہ اس کی حقیقت و ماہیت کو متعین کیا جائے اور پھر اس کے متعلق شرعی احکام کی نئے حالات میں توضیح کی جائے۔ یہ ساری کتاب ان کے اسی احساس کی ترجمانی کرتی ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے سب سے پہلے یہ سوال اٹھایا ہے کہ آیا ہر قسم کا سود جو آج کل رائج ہے وہ الربوٰ کے تحت آتا ہے اور اس لیے حرام ہے یا اس کی کچھ صورتیں ایسی بھی ہیں جن پر الربوٰ کا اطلاق نہیں ہوتا اور جن سے مسلمان بہرہ اندوز ہو سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں فاضل مصنف نے سود کی ہمہ گیری، قرآن پاک کی اصطلاح الربوٰ، استقراض کی غایت، جاہلیت میں ربوٰ کی کیفیت اور حرمت ربوٰ کی علت کا جائزہ لیا ہے اور پھر ربوٰ کی مختصر تاریخ، ربوٰ الفضل کی تحقیق اور بعض محققین کی آرا کی مدد سے اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ موجودہ زمانے کے سود کی بعض شکلیں ایسی ہیں جو الربوٰ کی حدود کے اندر نہیں آتیں۔ شاہ صاحب کے نزدیک نفع آور کاموں میں استعمال شدہ سرمایہ پر سود کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔ (ص ۲۱) یعنی ایسے تمام قرضے جو احتیاجی قسم کے نہ ہوں بلکہ وہ قرضے جو محض نفع آور کاموں میں استعمال کیے جانے کے لیے دیے گئے ہوں ان پر سود اسلام میں جائز ہے اور ممنوع نہیں ہے۔ اس کو اصطلاحاً تجارتی سود سے تعبیر کیا گیا ہے۔

فاضل مصنّف نے اپنے اس خیال کی بنیاد چند درج ذیل مفروضات پر رکھی ہے

(۱) قرآن حکیم میں جس سود کی ممانعت ہے وہ ایک خاص قسم کی زیادتی ہے جو عہد جاہلیت میں اصل زرِ قرض پر وصول کی جاتی تھی۔

(۲) عہد جاہلیت نفع آور قرضوں (تجارتی قرضوں) سے ناآشنا تھا۔ اس وقت کے تمام قرضے احتیاجی نوعیت کے تھے۔

(۳) الربٰو کے متعلق کتاب وسنت میں پوری تفصیل موجود نہیں لہٰذا اس میں اجتہاد کی گنجائش ہے۔

ان دلائل کے علاوہ وہ عہدِ حاضر میں سُودی نظامِ معیشت کی افادیت اور ناگزیریت کا بھی جابجا ذکر فرماتے ہیں۔ سودی مباحث کے مختلف پہلوؤں سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے اس کتاب کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن ہمیں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ جن مفروضات کی بنیاد پر مؤلف نے اپنے نتائج اخذ کیے ہیں۔ ان سب کی بنیاد نہایت کمزور ہے۔ کتاب وسنت میں جس سُود کی ممانعت ہے وہ بعینہٖ عہدِ حاضر کی ہر قسم کی اُس زیادتی پر منطبق ہوتی ہے جو اصل زرِ قرض پر وصول کی جائے خواہ اُس قرض کی غرض کچھ بھی ہو۔ یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ عہد جاہلیت میں عوام نفع آور قرضوں سے ناآشنا تھے۔ ہم تو اس کے برعکس یہ دیکھتے ہیں کہ عہد نبوی میں نفع آور اغراض کے لیے سرمایہ کا استعمال ایک مستقل نظامِ کار تھا جس میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مشغول رہے۔ اور جسے شریعت کی اصطلاح میں "مضاربت" کہا جاتا ہے۔ چنانچہ علامہ مرغینانی صاحب ھدایہ کی تصریح ہے کہ جو مال نفع آور کاموں میں لگانے کے لیے دیا جائے اگر اس کے نفع میں سے کچھ متناسب حصہ صاحب مال مقرر کرے تو وہ مضاربت ہے۔ اور اگر کچھ مقرر نہ کرے تو وہ قرض ہے۔

یہ بھی صحیح نہیں کہ الربٰو کے متعلق پوری تفصیل کتاب وسنت میں موجود نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ربٰو کی تفصیل نہیں بتائی وہیں یہ ارشاد بھی موجود ہے کہ اس صورت میں ربٰو کے جواز کی صورتیں تلاش کرنے کے بجائے ہم پر یہ لازم آتا ہے کہ جہاں جہاں شائبہ ربٰو (ریبہ) ہو اُسے بھی ناجائز قرار دیں۔ یہ حرمت ربٰو کی تفصیل ہے۔

علاوہ ازیں بعض مقامات پر سُود کی بعض شکلوں کی حلّت کے قائل علمائ کے خیالات کی تعبیر وہ نہیں کی

گئی جو اُن کے ذہن میں تھی۔ مثلاً علامہ محمد عبدہ کی تفسیر کا ترجمہ اس طرح کیا گیا ہے:

"اُس سود کے تحت جس کی حرمت منصوص اور شک وشبہ سے بالاتر ہے، یہ چیز داخل نہیں کہ ایک شخص دوسرے کو پیداآوری اغراض کے لیے سرمایہ دے، اور اس شخص کی کمائی میں سے اپنے لیے ایک معینہ مقدار مقرر کرے چاہے منافع اس سے کم ہو یا زیادہ۔" صفحہ ۴۵

علامہ عبدہ کی عبارت کا صحیح ترجمہ یہ ہے۔

سُود میں یہ صورت داخل نہیں ہے کہ کوئی شخص کسی کو مال بغرض کاروبار اس شرط پر دے (کہ اس کاروبار سے) جو منافع ہوگا اس میں سے ایک مقررہ حصہ صاحب مال کو ملے۔ کیونکہ فقہا کے قواعد کی مخالفت اس صورت میں ہے جبکہ کوئی شخص اپنا حصہ مقرر کرے خواہ نفع اس سے زیادہ ہو یا کم۔

تعجب ہے کہ فاضل مصنف نے اس واضح تحریر سے جو کاروبار اسی قرضہ کے ہر گونہ سود کو ناجائز قرار دیتی ہے کس طرح جواز کا پہلو نکال لیا ہے۔

بیمہ کے باب میں مؤلف کا خیال یہ ہے کہ بیمہ نہ تو ربو ہے نہ قمار۔ اس سلسلہ میں جو دلائل دیے گئے ہیں اُن میں اصل بنیاد انتقالِ زر کو نظر انداز کر دیا گیا ہے اور یہ نہیں بتایا گیا کہ بیمہ کمپنیاں جو اقساط لیتی ہیں وہ قرض ہے یا امانت۔ ظاہر ہے ان کے علاوہ اور کوئی صورت انتقالِ زر کی ہے ہی نہیں اور دونوں صورتوں کے احکام میں سے کوئی بھی بیمہ پر منطبق نہیں ہوتا۔

اسی طرح زکوٰۃ کے باب میں عہد حاضر کے منکرین کے اس خیال کی تائید کی گئی ہے کہ زکوٰۃ ایک ٹیکس ہے وراں حالانکہ یہ ایک عبادت ہے۔ نقطۂ نظر کی اس غلط بنیاد پر زکوٰۃ کے متعلق جو کچھ بھی کہا جائیگا وہ اسلامی تعلیمات سے کسی طرح ہم آہنگ نہیں ہوسکتا۔۔۔۔ کتاب کا معیار طباعت وکتابت عمدہ ہے۔

(عبدالحمید صدیقی)

---

المنتقی من منہاج السنۃ النبویۃ | تالیف امام ابن تیمیہؒ۔ ترجمہ۔ پروفیسر غلام احمد حریری۔ شائع کردہ:۔ ادارہ